روزنامہ **الفضل** ربوہ
فون 213029
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 7 | جمعرات 29 شعبان۔1417ھ 9 صلح 1376ھش 9 جنوری 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بابرکت ایام میں درس کے اوقات

بابرکت ایام میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع احمدیہ ٹیلی ویژن پر روزانہ (ماسوائے جمعہ) پاکستان کے وقت کے مطابق شام ساڑھے چار بجے سے چھ بجے تک درس کلام الہی دیا کریں گے۔

احباب کرام وقت نوٹ فرمالیں اور بابرکت ایام میں مستفید ہوں۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

کلام الہی میں کوئی دکھا تو دے کہ کوئی ایسا حکم بھی دیا گیا ہو جس پر عمل کرنا انسانی طاقت سے بالاتر ہو یا کوئی ایسا حکم بھی ہو جس کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہو یا نظام دین میں فساد کا اندیشہ ہو کیا ایسی ایک کتاب جس میں ایسے احکام داخل ہیں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں یا ان کے کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہے اور نظام عالم درہم برہم ہوتا ہے کبھی اس خدا کی طرف منسوب ہو سکتی ہے جو خالق فطرت اور منتظم نظام دنیا اور قوائے انسانی کے پورے اندازے جاننے والا ہے اور کیا وہ کتاب کامل اور مکمل شریعت کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے۔؟ (ملفوظات جلد پنجم ص 654)

محترمہ صفیہ ثاقب صاحبہ

اہلیہ چوہدری محمد صدیق صاحب وفات پاگئیں

○ محترمہ صفیہ ثاقب صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری ربوہ مختصر سی علالت کے باعث مورخہ 97-1-5 وفات پاگئیں۔ موصوفہ موصیہ تھیں حصہ جائیداد زندگی میں ادا کر چکی تھیں سالہا سال تک لجنہ مرکزیہ میں خدمات بجالاتی رہیں۔ قریباً 87ء تک لجنہ دارالرحمت شرقی ربوہ کی صدر رہیں تحریک جدید اور وقف جدید کی صف اول کی مجاہدہ تھیں۔ 97-1-7 کو احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے جنازہ پڑھایا تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی جنازہ اور تدفین میں ربوہ کے اکثر احباب شریک ہوئے قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ نے دعا کروائی۔ موصوفہ نے اپنی یادگار چار بیٹے اور تین بیٹیاں پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں چھوڑیں ہیں۔ احباب سے موصوفہ کی بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ملنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محبت الہی محبوب چیزیں خرچ کرنے سے حاصل ہوتی ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

نیکی حقیقت میں وہی نیکی ہے جو محبت کے تعلق میں خرچ کے لئے انسان کو آمادہ کرے وہی نیکی جو محبت کے تعلق میں خرچ پر آمادہ کرے حقیقی نیکی وہی ہے (-) میں بیان کر چکا ہوں کہ جس چیز سے انسان کو محبت ہو وہ خرچ کر ہی نہیں سکتا جب تک جس کے لئے خرچ کرے اس سے زیادہ محبت نہ ہو۔ پس یہ مضمون ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی کہ اگر تم محبت چاہتے ہو تو لازم ہے کہ وہ چیزیں میری راہ میں پیش کرو جن سے تمہیں محبت ہو۔ پس جب تم اپنی محبوب چیزیں قربان کرو گے تو میری محبت حاصل کرو گے۔

ایک اور آیت میں اسی محبت کے مضمون کو آخر پر یوں کھولا ہے (-) کہ دیکھو اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور خرچ نہ کرکے اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ تم بہت بڑا نقصان اٹھاتے ہو جب خدا کی راہ میں خرچ سے رک جاتے ہو۔ نقصان اٹھاتے ہو کہ گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ (-) خرچ کرو خدا کی راہ میں اور زیادہ اچھے انداز سے خرچ کرو، اس میں حسن پیدا کرو (-) اور یاد رکھو کہ اللہ یقیناً احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (-) خدا کی محبت کے سودے ہی اصل سودے ہیں اور وہ خدا کی راہ میں جب خرچ کرو تو اس کو خوبصورت بنا کے خرچ کرو۔ احسان کے مختلف مواقع پر مختلف معانی ہوتے ہیں عبادت میں احسان کا اور معنی ہے اور خرچ کے تعلق میں احسان کا اور معنی ہے۔ خرچ کے تعلق میں احسان کا وہی معنی ہے جو ہم روزمرہ کی زندگی میں ان کے تعلق میں جن سے ہمیں محبت ہو احسان کے مضمون کو ہمیشہ طبعی طور پر جاری بھی کرتے ہیں، سمجھتے بھی ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ ایک تحفہ انسان جب محبوب کو پیش کرتا ہے تو اس کے اردگرد وہ کاغذ جس میں وہ لپٹا ہوا ہے اس کی در حقیقت تو کوئی اہمیت نہیں ہوتی لیکن دن بدن اس کی اہمیت اتنی بڑھتی جا رہی ہے اب یہ باقاعدہ ایک سائنس بن چکی ہے کہ تحائف کو کس طرح ایسے خوبصورت لباس میں لپیٹ کے پیش کیا جائے کہ دیکھنے والا اس کو جس طرح لپٹا ہوا ہے، جس طرح پیش ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے کہ میری خاطر کوئی محنت کی گئی ہے۔ اور اب تو اتنے بڑے بڑے پارسلوں میں اتنے چھوٹے چھوٹے تحفے آنے شروع ہو گئے ہیں کہ اس مضمون کو انہوں نے بدل دیا ہے۔ (کلام الہی) کا مضمون تو حکمت پر مبنی ہے۔ تحفہ بنیادی مرکزی چیز رہنی چاہئے۔ اردگرد کا لباس احسان کا اظہار کرنے والا ہو کہ تحفے کے ساتھ بہت محبت وابستہ ہے اس لئے اسے سجایا گیا ہے۔ اب جو دنیاداری کے طریق ہیں ان میں سجانے والی چیز زیادہ اہمیت اختیار کر جاتی ہے اور اندر والی چیز نسبتاً کم اور چھوٹی۔ اس لئے انسان میں اس کا برعکس ردعمل پیدا ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ بہت بڑی کوئی چیز آئی ہے کھولے دیکھے تو اندر سے کوئی چیز خاص نہ نکلے تو ظاہر بات ہے کہ مضمون اپنے مقصد کو کھو دیتا ہے۔ مگر (کلام الہی) نے جس رنگ میں توجہ دلائی ہے وہ یہ ہے کہ اگر تم خدا کی خاطر خرچ نہیں کرتے تو یاد رکھو یہ ایسی بات نہیں کہ نہیں تو نہ سہی چلو ٹھیک ٹھاک ہے۔ فرماتا ہے اس کا طبعی نتیجہ یہ ہے کہ بیچ کی بات نہیں ہے تم ہلاکت کی طرف جا رہے ہو۔

باقی صفحہ 7 پر

رپورٹ وقار عمل

منعقدہ 3-جنوری 97ء

○ مکرم ایاز محمود احمد خان صاحب صدر عمومی ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

ربوہ کی تزئین اور خوبصورتی کے معیار کو بلند کرنے کے لئے اہل ربوہ کی اجتماعی کوشش کے نتیجہ میں نہایت قابل قدر نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مورخہ 3- جنوری 1997ء کو نئے سال کے بابرکت آغاز کے لئے اور بابرکت ایام کی آمد کی تیاری کے سلسلہ میں احباب جماعت، خواتین، بچوں اور بچیوں کی بھرپور شمولیت سے روائتی انداز میں شاندار اور مثالی اجتماعی وقار عمل کیا گیا۔ تمام اہل ربوہ تزئین اور صفائی کی اس مہم میں مبارکباد کے مستحق ہیں۔ نیز بلدیہ ربوہ نے بھی اس کوشش میں اپنے وسائل سے پورے شوق اور جذبہ سے حصہ لیا۔

بہترین کارکردگی دکھانے والے محلہ کے لئے

باقی صفحہ 7 پر

ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

9- صلح 1376 ھش 9 - جنوری 1997ء

نیکیوں سے زندگی کو معمور کریں

ہر وہ کام جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کیا جائے یا اس کی ہدایات کے پیش نظر عمل میں لایا جائے وہ نیکی ہے۔ دراصل اچھے کام اور نیکی کے کام میں ایک یہ فرق ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف نظر نہ ہو خدا تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود نہ ہو اور خدا تعالیٰ کی ہدایت کو مد نظر نہ رکھ کر کوئی کام کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اچھا ہو۔ انسان اپنی فطرت صحیحہ کے پیش نظر کوئی اچھا کام کرے تو ایسے کام کو اچھا کام تو کہیں گے لیکن نیکی نہیں کہا جا سکتا۔ نیکی کا لفظ صرف ایسے کاموں کے لئے مختص ہے جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کئے جائیں اور خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت کئے جائیں۔ پس یہ فرق مد نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اگر اچھا کام کرنا ہی ہے یعنی اگر اچھا کام آپ کر سکتے ہیں تو اسے خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کیجئے۔ بات تو ایک ہی ہے دونوں کام ایک جیسے ہیں لیکن دونوں کاموں کے نام بھی مختلف ہیں اور نتائج بھی مختلف ہیں۔ اچھا کام محض آپ کی ذات کے لئے ہے اور آپ نے اپنی مرضی سے کیا ہے۔ نیکی کا کام آپ کی ذات کے لئے تو ہے لیکن خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کیا گیا ہے اور اس طرح آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ کی محبت ملے اس کا قرب ملے۔ گویا کہ خدا تعالیٰ اسے اپنا بندہ سمجھے اور اس کے لئے سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو۔

پس اچھے کام اور نیکی کے اس امتیاز کو سامنے رکھنا نہایت ضروری ہے۔ دونوں کو ایک ہی صف میں بھی لایا جا سکتا ہے اور لایا جانا چاہئے۔ لیکن ایسا کرنے سے قبل انسان کو یہ ماننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول اس کے لئے بہت بڑی برکات کا باعث ہے کہ خدا تعالیٰ موجود ہے خدا تعالیٰ اجر دیتا ہے۔ اور نیکیوں کا بہت زیادہ اجر دیتا ہے۔ اگر ہم اپنے دل میں یہ یقین پیدا کر لیں تو یقیناً ہم وہ کام جسے کسی بھی رنگ میں اچھا کہا جا سکتا ہے اسے نیکی میں ڈھالنے کی کوشش کریں گے یعنی وہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی طرف نظر رکھیں گے۔ پس اچھا کام اور نیک کام ان دونوں کو ایک دوسرے میں اس طرح مدغم کریں کہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود حیات بن جائے۔ اور جہاں تک اچھے یا نیک کام کا تعلق ہے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اچھا کام کرے۔ کوئی نیک کام کرے اور اچھا کام اور نیک کام کرتے ہوئے اسے آگے ڈھانے کی خواہش پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہر نیکی ایک اور نیکی کو جنم دیتی ہے۔ ہر اچھائی ایک اور اچھائی کو جنم دیتی ہے۔ اور اگر ہم واقعی اس بات کو عزم کے ساتھ آگے بڑھائیں کہ ہم نے زیادہ اچھے کام کرنے ہیں زیادہ نیک کام کرنے ہیں تو یقیناً خدا تعالیٰ بھی ہماری مدد کرتا ہے۔ وہ نیکی کو پسند کرتا ہے اچھے کام کو بھی پسند کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اصطلاح کے طور پر نیکی اور اچھائی میں فرق ہے۔ لیکن اچھا کام اپنی جگہ پر اچھا تھا محدود ہی سہی اور نیکی اپنی جگہ پر اچھی بات ہے اور اس میں وسعت بھی بہت زیادہ ہے۔

پس ہمیں ان کاموں کو اپنی زندگی میں زیادہ بڑھاوا دینے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم دعا کر کے توجہ سے ان کاموں کی طرف مائل ہوں۔ ہر وہ کام جو دعا کے ساتھ کیا جاتا ہے اس میں انسانی کوشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل ہو جاتی ہے اور ایسا کرنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جب نیکیوں کے لئے دعا کی جائے گی یا اچھے کاموں کے لئے دعا کی جائے گی تو برے کام اور بدیاں ہم سے دور ہوتے چلے جائیں گے۔ ہم از خود اچھائی اور نیکی کی طرف مائل ہونے لگیں گے۔ اور یہ میلان اس بات کی ضمانت دے گا کہ بدیوں سے ہمیں نفرت ہو گئی ہے۔ بدیوں کے ہم قریب بھی جانا نہیں چاہتے۔

پس ہر نیکی کا کام دعا کے ساتھ کریں۔ ایسا کام کرتے ہوئے توجہ خدا تعالیٰ کی طرف رکھیں۔ اور اس سے یہی چاہیں کہ وہ نیکی کے میلان کو بڑھاتا چلا جائے اور آپ نیکیوں پر نیکیاں کرتے رہیں۔ اور اس بات کو بھی فراموش نہ کیا جائے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف بڑھتا ہے یوں کہئے کہ اس کی طرف چلتا ہے تو خدا تعالیٰ دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر انسان ایک بالشت خدا تعالیٰ کی طرف بڑھے تو خدا تعالیٰ کئی قدم اس کی طرف بڑھتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان ایک نیکی کرے تو وہ اس ایک نیکی کو اتنا بڑھاوا دیتا ہے کہ دل میں مزید کئی نیکیوں کا میلان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ میلان انسان کو نیکیوں پر عامل کر دیتا ہے۔

پس یہ بات نہایت ضروری ہے کہ نیکی بھی کی جائے اور نیکی کے ساتھ دعا بھی کی جائے۔ اول تو نیکی ہی انسان کو نیکیوں کی طرف مائل کر دیتی ہے۔ لیکن اگر نیکی کے ساتھ دعا بھی کی جائے تو اللہ تعالیٰ خود انسان کی مدد کرتا ہوا اسے مزید نیکیوں پر مائل کر دیتا ہے۔ بلکہ نہ صرف مائل کر دیتا ہے ان کی طاقت اور قوت اسے عطا کر دیتا ہے۔ انسان نیکیوں کو آسان سمجھنے لگتا ہے اگرچہ شروع میں ایسا ہو سکتا ہے کہ نیکیوں کو مشکل سمجھا جائے لیکن جب انسان دعا کے ساتھ نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کو ایسا بڑھاتا ہے کہ مزید نیکیاں اس کے ساتھ آکر چمٹنی شروع ہو جاتی ہیں۔ وہ ہر کام اس طرح کرتا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود ہوتی ہے اور اس وجہ سے نیکی کے بعد نیکی کرتا چلا جاتا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے اور دعاؤں کے نتیجہ میں ہمیں پھل دیتا ہے۔ وہ پھل لگتے تو ہماری کوششوں کو ہیں لیکن صرف ایسی کوششوں کو جو ریاء سے عاری ہوں اور مخلصانہ ہوں۔ جب ایسی کوششیں کی جاتی ہیں تو انسان خود دیکھنے لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی دعاؤں کو بھی پھل لگانے لگتا ہے کوششوں کو بار آور کرتا ہے۔

اگر ہم اپنی زندگی پر غور کریں تو ہمیں یہ بات واضح طور پر نظر آئے گی کہ ہم کمزوریوں میں مبتلا ہیں۔ اور جو شخص کمزوریوں میں مبتلا ہو وہ یقیناً خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ اس کی کمزوریاں دور کی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی کمزوریوں کو دور کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کی زندگی کا سفر آسان سے آسان تر ہو جاتا ہے اور ہر قدم پر اسے نیکیاں کرنے کا موقعہ ملتا ہے جو اسے خدا تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہیں اور جو شخص بھی خدا تعالیٰ کے قریب ہو وہ بدی کے قریب نہیں جا سکتا۔ اس سے نیکیاں ہی سرزد ہوں گی۔

بدی سے بچنے اور نیکیوں کی طرف میلان کے پیدا کرنے کا ایک اور اہم ذریعہ جو ہمیں بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم نیکوں کی معیت اختیار کریں۔ نیکوں کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں اور ان کے ساتھ وقت گذاریں۔ انہیں دیکھیں اور ان کی نیکیوں کو اپنے اندر داخل کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ معیت میں کوشش کو بھی زیادہ دخل نہیں ہے۔ انسان از خود بدلنا شروع ہو جاتا ہے جب وہ نیکوں کے ساتھ رہتا ہے۔ ان کی نیکیاں دیکھتا ہے۔ ان کی نیکیوں کے نتائج اس کے سامنے آتے ہیں تو وہ بغیر کسی کی زائد ترغیب کے خود ان نیکیوں کی طرف مائل ہوتا چلا جاتا ہے۔ وہ خود نیکیاں کرنے لگتا ہے۔ اس کا دل ان نیک لوگوں کے ساتھ اس طرح پیوستہ ہو جاتا ہے کہ وہ ہر وقت یہ چاہتا ہے کہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہی میں بھی کروں۔ ان کی نیکیوں کو اپناتا ہے اور اس طرح نیک سے نیک تر بنتا چلا جاتا ہے۔

پس بدی سے دور رہنے اور نیکی کے قریب آنے کا یہ بھی ایک بہت اچھا طریق ہے کہ ہم نیکوں کے ساتھ اپنا وقت گذاریں۔ ان کی معیت میں رہیں۔ ان کو دیکھیں۔ انہیں دیکھنے سے ہی ہم پر یہ اثر ہو گا اور بغیر کسی خاص کوشش کے یہ اثر ہو گا کہ ہم بھی ان کی طرح بنیں اور ان کی طرح بننے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی زندگی میں نیکیوں کو داخل کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے کہ ہم نیکیاں دعا کے ساتھ کریں نیکوں کی معیت اختیار کریں اور اس طرح اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بناتے چلے جائیں۔

اس بات پر یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نیکیاں کرنے میں نیک لوگوں کی مدد کرتا ہے نیکیاں مزید نیکیوں کو جنم دیتی ہیں اور اس طرح انسان کی زندگی نیکیوں سے معمور ہو جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی کی کتاب سے ماخوذ

بچوں کے علاج معالجہ میں بڑی مستعدی سے کام لیتے

یوں تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا معمول تھا۔ کہ ہر شخص کی ہر قسم کی مصیبت میں اس کے ساتھ ہمدردی فرماتے اور بیماروں کی طرف بھی توجہ فرماتے۔ لیکن بچوں کے علاج معالجہ کے لئے شروع شروع میں آپ خاص اہتمام فرماتے۔ قادیان میں کوئی ہسپتال اور دواخانہ تو تھا نہیں حضرت حکیم (نور الدین) بھی بعد میں تشریف لائے۔ اور اس قسم کی ضرورتیں ہمیشہ لاحق رہتی تھیں۔ اردگرد کے دیہات کی مستورات اور قادیان کی عورتیں بھی اپنے بچوں کو علاج کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں لے آتی تھیں۔ آپ پوری شفقت اور توجہ سے ان کا علاج فرماتے۔ حضرت مخدوم اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں۔

"ایک دفعہ بہت سی گنواری عورتیں بچوں کو لے کر دکھانے آئیں۔ اتنے میں اندر سے بھی چند خدمت گار عورتیں شربت شیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں۔ اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا۔ اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں۔ جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے۔ اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں۔ اور کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا۔ اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا۔ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے۔ اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔ اللہ! اللہ کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں۔ کہ یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں۔ جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ اور فرمایا یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ صاحب ایمان کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔"

دینی معاملات میں بچوں کے سوال کو بھی اہمیت دیتے تھے۔

جہاں حضرت بانی سلسلہ کا یہ معمول تھا۔ کہ وہ بچوں پر ہر طرح شفقت فرماتے۔ اور ان کو سزا دینے سے نہ صرف کراہت فرماتے بلکہ اگر کوئی سزا دے تو سخت ناپسند فرماتے۔ وہاں دینی امور میں آپ بچوں کے کسی ایسے فعل کو جو حضرت نبی کریم ﷺ یا قرآن کریم کی توہین کا موجب ہو برداشت نہ کرتے۔ جیسا کہ میں پیچھے کسی موقعہ پر لکھ آیا ہوں۔ کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو آپ نے مارا۔ اسی طرح اگر کوئی بچہ دینی معاملہ میں استفسار کرے۔ تو آپ کا یہ طریق نہ تھا۔ کہ محض بچہ سمجھ کر اس سے بے التفاتی کریں۔ اس کا جواب نہ دیں۔ اور یہ بھی نہ ہوتا۔ کہ اگر بچہ کوئی بات کہنا چاہے تو اسے روک دیں۔ برابر توجہ سے اسے سنتے۔ اس کے سوال کو اسی طرح اہم سمجھتے جیسے کسی بڑے ذی علم اور عمر رسیدہ انسان کے سوال کو مکرمی ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب جو حضرت قبلہ نانا جان میر ناصر نواب صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ حضرت اماں جان کے بھائی ہونے کی وجہ سے رشتہ اخوت رکھتے ہیں۔ ان کی ایک ذاتی روایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اپنی تالیف سیرت (-) میں اس طرح لکھی ہے۔

"جب حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے لدھیانہ میں دعویٰ (-) شائع کیا۔ تو میں ان دنوں چھوٹا بچہ تھا۔ اور شاید تیسری جماعت میں پڑھتا تھا مجھے اس دعویٰ سے کچھ اطلاع نہیں تھی۔ ایک دن میں مدرسہ گیا۔ تو بعض لڑکوں نے مجھے کہا۔ کہ وہ جو قادیان کے مرزا صاحب تمہارے گھر میں ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے (-) ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں نے ان کی تردید کی۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ (-) خیر جب میں گھر آیا۔ تو حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے سنا ہے آپ کہتے ہیں (-) کہ آپ مسیح ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ میرا سوال سن کر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ اٹھے اور کمرے کے اندر الماری سے ایک کتاب کا نسخہ (جو آپ کی جدید تصنیف تھی) لاکر مجھے دے دیا۔ اور فرمایا۔ اسے پڑھو۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچے کے معمولی سوال پر اس قدر سنجیدگی سے توجہ فرمائی ورنہ یونہی کوئی بات کہہ کر ٹال دیتے۔"

سبق یاد نہ کرنے پر بچوں پر خفا نہ ہوتے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ بچوں کو مارنے کے سخت خلاف تھے۔ تعلیمی معاملات میں مارنے والے استادوں کو پسند نہ فرماتے۔ حضرت صاحب نے اگرچہ خود باقاعدہ اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دی۔ لیکن ابتدائی ایام میں (-) خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔ کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (اپنے والد مکرم) سے فارسی کی بعض کتب مثلاً گلستان بوستان اور نحو اور منطق کے ابتدائی رسالے پڑھے تھے۔ خان بہادر نے مجھے بتایا کہ ان کا معمول تھا۔ کہ میں کتابیں سرہانے رکھ کر سو جایا کرتا تھا۔ بہت محنتی نہ تھا۔ لیکن سبق سمجھ لیا۔ اور کچھ یاد بھی رکھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ میرا آموختہ بھی سنا کرتے تھے۔ اور میں بھول بھی جاتا۔ مگر یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ پڑھنے کے متعلق مجھ سے ناراض ہوئے ہوں۔ یا مجھے مارا ہو۔

جب حضرت صاحب خدا کے منشاء سے (دعوت الی اللہ) کے کام میں مصروف ہو گئے۔ تو بچوں کی تعلیم کے متعلق دوسرے استادوں کی خدمات حاصل ہونے لگیں مجھے یاد ہے۔ کہ ایک مرتبہ بچوں کی عربی تعلیم کے لئے آپ نے ایک کورس عربی بول چال کا تیار کرنا شروع فرمایا تھا۔ اور بچے نہایت خوشی سے اسے یاد کرتے تھے۔ بعد میں ایک کورس آپ نے بڑے آدمیوں کے لئے بھی تیار فرمانا چاہا۔ اور کچھ سبق لکھے بھی گئے تھے۔ مگر وہ سکیم کثرت کار کی وجہ سے ملتوی ہو گئی۔

محبت پدری کا مظاہرہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی اولاد سے جو محبت کرتے تھے۔ اور ان کا اکرام کرتے تھے۔ اس میں ایک راز یہ بھی تھا کہ آپ ان کو اللہ کا نشان یقین کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں کہ آپ کو دوسری شادی کا خیال بھی نہ تھا۔ اس شادی اور اس کے ذریعہ ایک خادم دین اولاد کی پیش خبری فرمائی تھی۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اس برگ و بار سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ عام طور پر والدین کو اپنے بچوں سے محبت ہوتی ہے۔

باقی صفحہ 7 پر

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

تلقینِ عمل

حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے 28 دسمبر 1945ء کو دیگر امور کے علاوہ فرمایا:۔

ہمیں واقف چاہئیں مگر بزدل اور پاگل واقف نہیں بلکہ وہ ہر قسم کے شدائد کو خوشی کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں میں جہاں واقفین میں سے اس حصے کی مذمت کرتا ہوں وہاں میں دوسرے حصے کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے نوجوانوں میں ایسے واقفین زندگی بھی ہیں جنہیں ہر قسم کے خطرات میں ہم نے ڈالا مگر انہوں نے ذرا بھی پرواہ نہیں کی۔ وہ پوری مضبوطی کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ اور انہوں نے دین کی خدمت کے لئے کسی قسم کی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ چونکہ ہمیں دین حق کی دعوت وسیع کرنے کے لئے ابھی مربیوں کے ایک لمبے سلسلے کی ضرورت ہے اس لئے میں جماعت کے نوجوانوں کو پھر وقف زندگی کی تحریک کرتا ہوں۔ اور ماں باپ کو اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہتا ہوں کہ جب تک ہر باپ یہ اقرار نہیں کرتا کہ میں اپنی اولاد کو دین حق کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوں۔ جب تک ہر ماں یہ اقرار نہیں کرتی کہ وہ دین کے لئے اپنی اولاد کو قربان کرنا اپنے لئے سعادت کا موجب سمجھے گی اس وقت تک دین کی ترقی کے لئے کوئی مضبوط اور پائیدار بنیاد قائم نہیں کر سکتے ہم میں سے ہر مرد اور ہر عورت کا یہ ایمان ہونا چاہئے کہ اگر دین کے لئے اس کی اولاد قائم ہو جائے گی تو اس کی موت انتہائی سکھ کی موت ہو گی۔ اور اگر سلسلہ کے لئے اس کی اولاد ہر قسم کی قربانی سے کام نہیں لے گی تو اس کی موت کی گھڑیاں انتہائی دکھ اور تکلیف میں گزریں گی۔ یہ ایمان ہے جو ہمارے اندر پیدا ہونا چاہئے۔ جب تک ہم میں سے ہر مرد اور عورت میں فدائیت اور جان نثاری کا یہ جذبہ پیدا نہ ہو اس وقت تک ہم ایک مضبوط اور ترقی کرنے والی قوم کی بنیاد نہیں رکھ سکتے۔ ایک اعلان میں نے یہ کیا تھا کہ جماعت کے نوجوان اپنے آپ کو اس رنگ میں سلسلے کی خدمت کے لئے وقف کریں مرکز کی طرف سے انہیں جہاں بھی تجارت کرنے کے لئے کہا جائے گا وہاں وہ جائیں گے۔ اور اپنے ذاتی کاروبار کے ساتھ دین حق۔ احمدیت کے سلسلے میں بھی دعوت الی اللہ کرتے رہیں گے۔

تجارت ایک ایسی چیز ہے جس میں انسان بغیر کسی خاص سرمایہ کے بہت تھوڑی محنت کے ساتھ کامیاب ہو سکتا ہے۔ جو لوگ اس طرف توجہ کریں گے وہ نہ صرف اپنے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے روزی کا سامان پیدا کریں گے بلکہ دین کی خدمت کے لئے چندہ بھی دے سکیں گے۔ اور سلسلہ کی اشاعت کو بھی وسیع کرنے کا موجب بنیں گے۔ ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوان اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اپنے آپ کو تجارت کے لئے وقف کریں۔ اگر انہیں کام سیکھنے کی ضرورت ہوئی تو ہم کام سکھائیں گے۔ انہیں تجارت کے لئے موزوں مقام بتائیں گے۔ انہیں کارخانوں سے مال دلوا دیں گے۔ اور اگر کوئی مشکل پیش آئے گی تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ افریقہ میں ایسا ہی ہوا کہ بعض لوگ وہاں تجارت کے لئے گئے۔ ہم نے اپنی ضمانت پر انہیں کارخانوں سے مال دلوا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصے میں وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے۔ اگر ہماری جماعت کے نوجوان اس طرف توجہ کریں تو ہم قلیل ترین عرصہ میں سارے ملک میں اپنے تاجر اور صناع پھیلا سکتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ جس جس علاقے میں ہمارا تاجر اور صناع ہو گا ان علاقوں میں صرف ان کی تجارت اور صنعت کامیاب نہیں ہو گی۔ بلکہ جماعت بھی پھیلے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

پروفیسر عبد السلام صاحب

بہت دنوں سے اسی بات کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔ آخر پروفیسر سلام کی سناؤنی سن لی۔ موت برحق ہے۔ سب کو مرنا ہے مگر ایسا شخص دنیا سے اٹھ جائے جس کا وجود نہ صرف اپنے وطن کے لئے' اپنی جماعت کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے نادر روزگار ہو تو ایسی موت بہت کڑی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں' تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں۔ پروفیسر عبد السلام ایسے ہی یگانے تھے۔ غالب کے نوحے میں حالی نے لکھا تھا۔

ایک عالی دماغ تھا نہ رہا
شہر میں ایک چراغ تھا' نہ رہا

جس طرح غالب کے مرنے کے بعد اندھیرا ہی اندھیرا ہوا ہو گا اسی طرح سلام صاحب کی موت نے بھی اندھیرے کی چادر تان دی ہے۔

میں نے سلام صاحب کی وفات کی خبر سنی تو سب سے پہلے اپنے دوست نصیر احمد خاں یاد آئے۔ میرا اور سلام صاحب کا سارا تعلق یا واسطہ انہی کے واسطے سے تھا ورنہ مجھے تو سائنس سے کوئی تعلق نہیں رہا البتہ سائنسدانوں سے خوب گہری چھنتی رہی اور ہے۔ سلام صاحب کالج میں تشریف لاتے تو نصیر صاحب ہمیں بھی بلا لیتے۔ ایک بار نہیں کئی بار ایسا ہوا اور ہم اس نابغہ روزگار شخص کو دیکھتے رہ جاتے۔ سلام صاحب نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرا ادبی ذوق رکھتے تھے۔ ہمارے پرانے کلچر کی نشانی تھے یعنی فارسی پڑھے ہوئے اس لئے ان کے ہاں گفتگو میں شعر وارد ہوتے تو نہایت برمحل ہوتے تھے۔ حافظ' سعدی' رومی سب سے انہیں تعلق تھا۔

اب لکھنے بیٹھا ہوں تو خیال آ رہا ہے اگر نصیر احمد خاں زندہ ہوتے تو سلام صاحب کا نوحہ کیسے لکھتے۔ ان کے نوحہ کا اپنا انداز تھا۔ ایسے جچے تلے چھوٹے چھوٹے فقرے لکھتے کہ مرنے والے کی شخصیت کا پرتو انجانوں کو بھی نظر آنے لگتا۔ میں نصیر احمد خاں کا قلم کہاں سے لاؤں؟ میرا اندازہ ہے کہ نصیر صاحب اپنے تعزیتی شذرہ کا ڈول یوں ڈالتے! "وہ شخص خاموش ہو گیا کہ جو بولتا تھا تو دنیا خاموش ہو کر اسے سنتی تھی۔ وہ سائنس کے اتھاہ سمندر کا کنارہ' طبعیات کے آسمان کا ستارہ' دل کا حلیم' اپنوں پرایوں پر مہربان' ذہینوں فطینوں کا قدر دان' اپنے وطن میں علم کے فروغ کا خواہش مند' جہالت کا دشمن اور علم کی روشنی سے بہرہ مند' اس کے اٹھ جانے سے دنیا سے ایسا علم اٹھ گیا جیسوں کی موت کو زمانہ کی موت کہا جاتا ہے۔ موت العالم موت العالم! مگر یہاں تک لکھ کر ہماری ساری ادبیت جواب دے گئی۔ نصیر خاں تو اس طرز کا بادشاہ تھا۔ اب جنت میں دونوں دوست اکٹھے ہوں گے اور خورسند! ہمیں تو ماتم کرنا ہی رہ گیا ہے۔ کس چیز کا ماتم کریں سلام کی موت کا یا اپنی ملت کی بدنصیبی کا؟ اب دوسرا عبد السلام کب پیدا ہو گا؟ ہو گا اور ضرور ہو گا کیونکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے ایسے احمدی عالم انہیں عطا کرے گا کہ دنیا کے منہ بند ہو جائیں گے۔ فی الحال تو اس بات کا افسوس ہے کہ سلام کی آنکھیں بند ہو گئیں اور ادھر وطن والوں کی آنکھیں تعصب اور جہالت نے بند کر رکھی ہیں۔ نابغوں کی قدر و قیمت ان کی زندگی میں کب پہچانی گئی کہ سلام کی پہچان ہوتی۔ زمانہ کا یہی دستور رہا ہے۔ غیروں نے اسے سر آنکھوں پر بٹھایا۔ اسے نوبل انعام دیا اور سلام صاحب نے نوبل انعام اس شان سے لیا کہ دنیا نے کہا کہ یہ انعام سلام کے لئے وجہ افتخار نہیں دینے والوں کے لئے وجہ افتخار ہے۔ سلام صاحب نوبل انعام کے تو کب کے حقدار تھے۔ دنیا کی اپنی مجبوریاں راہ میں حائل ہوتی رہیں آخر وہ موقعہ بھی آ ہی گیا کہ تیسری دنیا کے ایک سائنسدان کو یہ انعام دینا ان کی مجبوری بن گیا کہ اس شخص کا کام ساری دنیا میں تہلکہ برپا کر دینے والا ثابت ہوا۔ ہمیں یاد ہے 1977ء یا 78ء میں ہم جاپان میں تھے۔ سائنس کے نوبل پرائز کا اعلان ہونے والا تھا۔ ساری دنیا کے اخبارات میں یہ خبر آ گئی کہ فزکس کا نوبل پرائز سلام کو دیا جانا یقینی ہے۔ پاکستان کے سفیر صاحب اتنے خوش تھے کہ آپ نے ایک عظیم الشانی پارٹی دینے کا اہتمام بھی کر لیا۔ برادرم مرزا شمیم احمد (وفات یافتہ) نے ٹوکیو سے فون کیا اور ہم نے ایک دوسرے کو مبارک باد بھی دی کہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو یہ دن دکھایا۔ مگر اگلے روز اعلان ہوا تو معلوم ہوا کہ امریکہ کی دو صد سالہ برسی ہے اس لئے سارے کے سارے انعام امریکی سائنسدانوں کی گود میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ چلئے۔ یہ تو ہوا مگر کب تک یہ سیلاب ان کے روکے سے رکتا؟ ہم نے اپنی یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور دیگر دوستوں سے کہہ رکھا تھا کہ سلام صاحب کو انعام ملنے کو ہے ہم انہیں شاندار دعوت کھلائیں گے۔ اس برس یہ خواب پورا نہ ہوا۔ ہم پاکستان واپس آ گئے۔ جب 1979ء میں سلام صاحب کو نوبل پرائز ملا تو سب سے پہلا مبارک باد کا خط جو ہمیں جاپان سے آیا وہ ہمارے وائس چانسلر پروفیسر ایجی چی کا تھا مگر اے وائے افسوس کہ ہمارا احمدی دوست مرزا شمیم احمد یہ خوش خبری سننے کو زندہ نہ تھا وہ اچانک اپنے مولا کے پاس چلا گیا تھا!

دوسرا شخص جو ہمیں مبارک باد دینے کے لئے سب سے پہلے ربوہ آیا وہ ڈاکٹر وزیر آغا تھے۔ آغا صاحب اور سلام صاحب کالج فیلو تھے۔ گورنمنٹ انٹر کالج جھنگ کے طالب علم آغا صاحب نے اپنی خود نوشت میں لکھا بھی ہے کہ "ایک چھوٹے سے لڑکے کو سب مضامین میں پہلا انعام ملا۔ اسے اتنی کتابیں انعام میں ملیں کہ اس سے اٹھائے نہ اٹھتی تھیں" ڈاکٹر صاحب کی کتاب میں "کمزور" سے لڑکے کا ذکر تھا۔ امریکہ سے ڈاکٹر سلام صاحب کے مضامین کی کتاب چھپی تو اس میں ایک تصویر تھی۔ ایک نہایت چھوٹے سے معصوم لڑکے کی تصویر' گول فریم کی عینک' سر پر شرلا والی کلاہ پر بندھی ہوئی پگڑی۔ یہ تصویر اس وقت اخبارات میں شائع ہوئی تھی جب سلام صاحب میٹرک کے امتحان میں ساری یونیورسٹی میں فرسٹ آئے تھے۔ اس وقت کی پنجاب یونیورسٹی میں فرسٹ آنے کا مطلب یہ تھا کہ سلام صاحب نے ہندوؤں مسلمانوں سب طلباء سے زیادہ نمبر حاصل کئے تھے اور ایسا اعزاز کم ہی ملتا تھا بلکہ نہیں ملتا تھا! اس کمزور اور ناتوان بچے نے اپنی ذہنی قوت اور برتری ایک عالم سے منوالی۔

اب یہ بات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ سلام صاحب کو اعلیٰ تعلیم کے لئے جو وظیفہ دیا گیا۔ وہ جماعت احمدیہ کی امامت ثانی کے سلور جوبلی کے موقعہ پر قائم ہونے والے فنڈ سے دیا گیا۔ اس طرح جماعت نے اپنے ایک قابل فرزند کی صلاحیتوں کو نشوونما دینے میں اپنا فرض ادا کیا۔ اور سلام صاحب نے بھی اس انعام کی برکات خوب سمیٹیں! سالوں کا سفر مہینوں میں اور چار سال کا سفر دو سال میں طے کیا۔ دیار مغرب میں اپنی برتری کا لوہا منوایا۔ ہم نے ایک تصویر دیکھی ہے جس میں نوجوان پروفیسر سلام' لیکچر دے رہے ہیں اور ان کے سامنے لیکچر سننے والوں میں پہلی قطار میں چار یا پانچ نوبل پرائز حاصل کرنے والے سائنسدان بیٹھے ہیں اور ہمہ تن گوش ہیں۔ ہمارے دوست پروفیسر ملک محمد سرفراز خاں' فرمانے لگے کہ ایک سیمینار میں پاکستان کے جگادھری سائنسدان' موجود تھے۔ پروفیسر سلام کو لیکچر دینا تھا۔ فرمانے لگے میں نے بعد میں اپنے ایک سائنسدان دوست سے پوچھا لیکچر کیسا تھا۔ وہ فرمانے لگے خاک پلے نہیں پڑا ساری باتیں سروں کے اوپر سے گزر گئیں۔ سلام صاحب اس لیول پر بات کر رہے تھے جس لیول پر ابھی پاکستان کے سائنسدانوں کے ذہن کی رسائی ہی نہیں تھی۔ پروفیسر سرفراز کی بات کی تصدیق اب آ کے پروفیسر پرویز ہودبھائی کے تعزیتی مضمون سے ہوئی ہے۔ پروفیسر ہودبھائی نے لکھا ہے کہ وہ امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہے تھے سلام صاحب لیکچر دینے آئے تو انہوں نے ان کا لیکچر سنا۔ جو باتیں سلام صاحب کر رہے تھے وہ ان کے سروں کے اوپر سے گزرتی رہیں۔ سلام صاحب کا معیار دنیا کے جدید ترین سائنسدان والا معیار تھا۔ یہاں کے فزکس کے بعض اساتذہ نے فون کر کے ہم سے پاکستانی سائنسدان کے ارتحال پر تعزیت کی اور سب کا خیال تھا کہ موت نے ایک نابغہ ہم سے چھین لیا ورنہ ابھی وہ شخص دنیا کو بہت کچھ دیتا۔ ان کی نئی تھیوری شاید حیاتیات کے کسی مسئلہ سے متعلق ہے جو اپنے وقت پر یقیناً ثابت ہو گی اور دنیا میں انقلاب آفریں قرار پائے گی۔

سلام صاحب کے سائنسی نظریات کے بارہ میں کوئی سائنسدان لکھے تو لکھے ہم کیا لکھیں؟ ہمارا تو یہ حال ہے کہ سلام صاحب کو نوبل پرائز ملا تو کالج والوں نے نصیر خان کو گھیر لیا کہ ہمیں سلام صاحب کی تھیوری سمجھاؤ۔ انہوں نے سمجھائی۔ دوسروں کو سمجھ آ گئی ہو تو خبر نہیں ہمیں تو نہیں آئی تھی۔ یونہی بیٹھے بزاخفش کی طرح سر ہلاتے رہے۔ مگر اتنا پتہ ہے کہ سلام صاحب کی تھیوری طاقتوں کو متحد کرنے کے بارہ میں تھی۔ کسی زمانہ میں کائنات میں سات قوتیں موجود سمجھی جاتی تھیں۔ پھر تین ہوئیں۔ سلام صاحب اور ان کے ساتھیوں نے انہیں دو ثابت کر دیا اب وہ وقت بھی آئے گا کہ ایک ہی قوت کا وجود تسلیم کر لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید برحق ہے اس لئے ایسا ضرور ہو گا۔ سلام نے توحید کی حقانیت ثابت کرنے کی جانب ایک مثبت قدم اٹھایا ہے۔ یہ سب کچھ کب ہو گا! واللہ اعلم بالصواب!

میں اس بات کا ذکر اپنے ایک مضمون میں پہلے کر چکا ہوں کہ جھنگ کالج والوں نے پروفیسر سلام کو کانووکیشن ایڈریس دینے کے لئے جھنگ بلایا۔ پروفیسر عبد الباقی اس وقت پرنسپل تھے خود کیمسٹری کے آدمی تھے مگر اپنے کالج کے اولڈ بوائے کا احترام کرنا جانتے تھے۔ سلام صاحب والی اس کانووکیشن میں ربوہ سے میں اور پروفیسر نصیر خاں بھی مدعو تھے۔ ہم لوگ مہمانوں کی قطار میں بیٹھے تھے۔ معزز مہمانوں کی پہلی قطار میں سلام صاحب کے پرائمری سکول کے استاد اور اردو کے نامور شاعر جناب شیر افضل جعفری تشریف رکھتے تھے۔ جب اساتذہ کا جلوس ان کے قریب سے گزرا جس کے آخر پر سلام صاحب اور پروفیسر عبد الباقی تھے تو جعفری صاحب نے بے اختیار ہو کر نعرہ لگایا "جیو پتر سلام" سلام صاحب نے استاد کی تعظیم کا جواب اپنے کانووکیشن ایڈریس میں دیا کہ سب سے پہلے اپنے استاد کو مخاطب کیا "استاذی المحترم شیر افضل جعفری صاحب" سب لوگوں نے سلام صاحب کے اس انداز کی داد دی۔ سلام صاحب کو نوبل پرائز ملا تو سب سے پہلے شیر افضل جعفری نے ان کی شان میں اپنے رنگ میں ایک قصیدہ لکھا۔ جس میں انہیں "سلطان ہاتھی وان کا نوبل ملنگ" قرار دیا۔ سلطان ہاتھی واں جھنگ کے ایک پرانے ولی گزرے ہیں۔ غالباً حضرت سلطان باہو کو بھی ہاتھی وان کہا جاتا ہے۔ جب میں انصار اللہ کا ایڈیٹر تھا تو ماہنامہ انصار اللہ کا عبد السلام نمبر ایڈٹ کرنے کی خدمت میرے ہاتھوں ہوئی۔ اس عبد السلام نمبر میں شیر افضل جعفری کا یہ قصیدہ اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ جعفر طاہر کا قصیدہ دونوں شائع ہوئے تھے۔ اب یہ دونوں قصائد عزیزی محمد ذکریا ورک نے ٹورانٹو سے سلام صاحب کے بارہ میں شائع ہونے والی کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔

پروفیسر سلام پر لکھنے کو تو بہت کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے مگر الفضل والوں کا تقاضہ یہ رہتا ہے کہ مختصر مضمون لکھا کرو اس لئے مختصر سا مضمون لکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو پھر اس نابغے کا ذکر کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں انسانیت کی ان خدمات کے صلے میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔ آجکل احمدیہ ٹیلی

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

عبدالحمید چوہدری

محترمہ ثریا بیگم صاحبہ

اہلیہ حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب

یکم اگست 1992ء کو جلسہ سالانہ لندن میں مستورات کو خطاب کرتے ہوئے حضرت امام الرابع نے ارشاد فرمایا "..... بعد کے دور میں آپ تاریخ میں یہ واقعات تو کثرت سے پڑھتی ہوں گی کہ کس طرح افریقہ میں جماعت پھیلی۔ کس طرح امریکہ میں جماعت پھیلنے کا آغاز ہوا۔ کس طرح یورپ میں قربانیاں پیش کی گئیں۔ کس طرح مشرق میں اور کس طرح مغرب میں۔ لیکن بہت کم لوگوں کے سامنے ان خواتین کی قربانیاں آتی ہیں جنہوں نے محض اپنے خاوندوں کو خدمت دین کی بھٹی میں نہیں جھونکا بلکہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ خود کس کس دکھ میں مبتلا ہو کر صبر کے ساتھ انہوں نے اپنے دن کاٹے ہیں۔ میرا تجربہ یہی ہے کہ جانے والا اتنی تکلیف محسوس نہیں کرتا جتنا پیچھے رہ جانے والے تکلیف محسوس کیا کرتے ہیں اس لئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے "مربیان" نے جو دعوت الی اللہ کے میدان میں قربانیاں پیش کی ہیں وہ اپنی پیچھے چھوڑے جانے والی بیویوں اور بچوں کی نسبت زیادہ سخت قربانیاں تھیں بلکہ میرا دل یہی گواہی دیتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس تھا۔ مرد تو باہر کام میں مصروف ہو جاتے ہیں ان کے دل بہلانے کے اللہ تعالیٰ اور رنگ میں سامان کرتا جاتا ہے مگر جو بیویاں خاوندوں کی زندگی میں بیواؤں کی طرح زندگی بسر کر رہی ہوں وہ بچے جو اپنے باپوں کی زندگی میں یتیموں کی زندگی سی حالت کے دن گزار رہے ہوں ان کی کیفیت تو وہی تو جان سکتے ہیں جنہوں نے وہ کچھ دیکھا ہو۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ کجا دانم زحال ماسبک ساران ساحل ہا۔ ہم جو سمندر کی موجوں سے کھیل رہے ہیں اور طوفان کی موجوں سے ہمیں ہر دم خطرہ ہے اور شب تاریک بھی حائل ہے جن میں موج بھی ہے جو ساحل پر ہلکے پھلکے قدموں سے چلتے ہیں انہیں کیا پتہ کہ ہم کیسے کیسے دکھوں میں مبتلا ہیں۔ پس وہ خواتین جنہوں نے لمبے عرصہ تک خاموش قربانیاں دی ہیں ان کے دکھوں کا اندازہ خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ لیکن کچھ اندازہ ہم کرسکتے ہیں کیسی کیفیات میں انہوں نے دن گزار ہوں گے۔ حکیم فضل الرحمان مربی افریقہ کی زندگی بھی اکثر لمبا عرصہ باہر گزری۔ ان کے متعلق شیخ محمود احمد صاحب عرفانی "مرکز احمدیت قادیان" اپنی کتاب میں لکھتے ہیں اب ان کو گئے 12 برس کے قریب ہو گئے ہیں ان کی بیوی جو جناب شیخ فضل حق صاحب بٹالوی کی صاحبزادی ہیں یہ قربانی کوئی معمولی نہیں بیوی کو جوانی کی حالت میں چھوڑ کر گئے تھے اب 12 سال کے بعد جب وہ آئیں گے تو شاید ان کو بڑھاپے کے دروازہ پر کھڑا دیکھیں گے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی 12 برس گزرے تھے 16 برس کے بعد حکیم صاحب آئے انہوں نے اس دروازہ پر بھی کھڑے نہیں دیکھا بلکہ بڑھاپے میں داخل ہو چکی تھیں تو پھر وہ واپس تشریف لائے...."

حضرت امام الثانی نے خطبہ فرمودہ 23 ستمبر 1955ء میں ارشاد فرمایا "اسی طرح حکیم فضل الرحمان صاحب جو حال ہی میں میرے پیچھے فوت ہوئے ہیں۔ وہ شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی مغربی افریقہ میں دعوت الی اللہ کے لئے چلے گئے اور تیرہ چودہ سال تک باہر رہے جب وہ واپس آئے تو ان کی بیوی کے بال سفید ہو چکے تھے اور ان کے بچے جوان ہو چکے تھے"

آپ نے ایک لمبے عرصے تک خاموش قربانی دی۔ آپ کی پیدائش 1906ء کے لگ بھگ تھی۔ آپ کے دادا شیخ نور احمد خان صاحب ذکاء رئیس بٹالہ "براہین احمدیہ" کی تصنیف و اشاعت کے دوران حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور شروع سے ہی حضرت صاحب کے عقیدت مند تھے اگرچہ انہوں نے بیعت نہیں کی مگر مخالفت بھی کبھی نہیں کی اور مردم شماری میں اپنا نام احمدی ہی لکھوایا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے 27 دسمبر 1892ء کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والے احباب کی فہرست میں ان کا نام 146 نمبر پر اور ان کے بیٹے (والد محترمہ ثریا بیگم صاحبہ) حضرت حکیم شیخ فضل حق صاحب کا نام 147 نمبر پر درج فرمایا۔ یہ فہرست آئینہ کمالات... ضمیمہ میں شائع شدہ ہے۔

محترمہ ثریا بیگم صاحبہ کے رشتہ کے لئے ان کے غیر احمدی نانا نے ایک بڑے معزز خاندان میں سلسلہ جنبانی شروع کر رکھی تھی آپ کے والد حضرت شیخ فضل حق صاحب نے حضرت امام الثانی کے ایماء سے اپنی بیٹی محترمہ ثریا بیگم صاحبہ کا رشتہ میرے ماموں حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب جو مغربی افریقہ میں تقریباً 7 سال خدمت بجا لانے کے بعد 1929ء میں قادیان واپس تشریف لائے تھے سے کر دیا اس طرح ان کے والد صاحب نے دین کا ایک معیاری نمونہ پیش کیا۔

آپ کے خاوند حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب کو ان کی شادی کے چند سال بعد فروری 1933ء میں دوبارہ مغربی افریقہ بھجوایا گیا۔ نائیجیریا میں 14 برس لگاتار بطور مربی انچارج خدمت کرنے کے بعد 1947ء کے آخر میں وہ پاکستان واپس تشریف لائے تو وہ بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے جبکہ محترمہ ممانی ثریا بیگم صاحبہ ادھیڑ عمر کو پہنچ چکی تھیں۔ آپ نے یہ طویل عرصہ کبھی اپنے ضعیف والد صاحب اور کبھی اپنے معمر خسر حضرت حافظ نبی بخش صاحب جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اولین رفقاء میں سے تھے کے پاس گزارا۔ اس طویل عرصہ میں اپنے خاوند سے علیحدگی جہاں بیوی بچوں کے لئے ایک مسلسل امتحان تھا وہاں ان عمر رسیدہ بزرگان کے لئے بھی بہت تکلیف دہ اور صبر آزما تھا۔ آپ کے دونوں بیٹوں برادرم لطف المنان خان صاحب و برادرم عبدالوہاب خان (وفات یافتہ) کی عمریں علی الترتیب قریباً ڈیڑھ برس اور ڈیڑھ ماہ تھیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس باہمت خاتون نے اپنے بیٹوں کو کیسے پروان چڑھایا اور ان دونوں کو کیسے اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ برادرم لطف المنان خان صاحب آجکل امریکہ میں رہائش پذیر ہیں۔ جبکہ برادرم عبدالوہاب خان ڈائریکٹر لیبر حکومت پنجاب ریٹائر ہوئے تھے ریٹائرمنٹ کے تھوڑا عرصہ بعد دسمبر 1993ء میں انہوں نے وفات پائی۔

قادیان میں وہ اکثر حضرت ام طاہر صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں اس بارے میں حضرت امام الرابع نے 4 مارچ 1988ء کو اپنے ایک خطبہ میں حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ "ان کی بیگم صاحبہ ہمارے گھر میں میری والدہ صاحبہ کے پاس بہت آیا کرتی تھیں بہت پیار کا تعلق تھا" آپ کی بہو محترمہ حمیدہ وہاب صاحبہ نے بیان کیا کہ محترمہ ممانی صاحبہ بتایا کرتی تھیں کہ جب وہ قادیان میں حضرت ام طاہر صاحبہ کی خدمت میں ہوا کرتیں تو باتوں کے دوران حضرت ام طاہر صاحبہ ان سے کہا کرتیں کہ دعا کریں کہ میرے "طاہری" کو بھی حضرت حکیم صاحب کی طرح خدمت دین کا موقعہ ملے۔

1980ء میں محترمہ ممانی صاحبہ نے کینیڈا اپنی بہن کے پاس جانا تھا تو انہوں نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (جو ابھی مسند امامت پر متمکن نہیں ہوئے تھے) کی خدمت میں خط لکھا کہ اگر کوئی کینیڈا جانے والا ساتھ مل جائے تو اطلاع بخشیں۔ محترمہ ممانی صاحبہ کے خط کے جواب میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے 20-11-1359 کو جو خط لکھا اس کی نقل درج ذیل ہے۔

"پیاری مکرمہ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت حکیم فضل الرحمان خان صاحب..... آپ کے خط کے جواب میں کچھ تاخیر اس لئے ہو گئی کہ تلاش میں تھا کہ کوئی کینیڈا جانے والا آدمی ملے تو مطلع کروں جلسہ پر تو (اگر اللہ چاہے) بہت سے جانے والے ہوں گے لیکن آجکل شاذ ہی ملتے ہیں۔ اب میرے علم میں ایک چوہدری رحمت علی صاحب ہیں جو حال ہی میں کینیڈا سے تشریف لائے ہیں اور غالباً جلد ہی واپس تشریف لے جائیں گے۔ یہ مکرم محترم خلیفہ عبدالرحیم صاحب جمونی کے داماد ہیں اور ٹورانٹو کینیڈا میں ہی رہائش پذیر ہو چکے ہیں اگر چوہدری صاحب آمادہ ہو جائیں تو (اگر اللہ نے چاہا) تو بڑے آرام سے آپ وہاں پہنچ جائیں گی۔

چوہدری رحمت علی صاحب کا پتہ حسب ذیل ہے آپ بھی ان سے لکھ کر پوچھیں میں بھی پتہ کرتا ہوں لیکن آپ خود ضرور لکھیں کیونکہ میں باہر سفر پر جا رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جلدی جا رہے ہوں اور آپ کو بروقت اطلاع نہ مل سکے۔

(یہاں پر چوہدری رحمت علی صاحب کا پتہ درج ہے ناقل)

آپ نے اپنے خط میں جس محبت سے امی... کا ذکر چھیڑا اس پر میں دل کی گہرائی سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا کرے امی کی یہ دعا میرے حق میں پوری ہو کر حضرت حکیم صاحب .... کی طرح مجھے بھی مقبول بارگاہ الٰہی خدمت دین کی توفیق عطا ہو۔

آپ کو شاید علم نہ ہو کہ مجھے بھی حضرت حکیم صاحب ... سے بہت پیار تھا اور وہ بھی مجھ سے ہمیشہ شفقت سے پیش آتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت فرمائے اور ان کی اولاد کو سعید بخت اور نیک انجام کرے اور ان میں نیکیاں اگلی نسلوں میں جاری و ساری ہوں۔ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھتی رہیں۔ اللہ آپ کو اچھی جزاء دے"

خاکسار

مرزا طاہر احمد

نومبر 1960ء میں جب میری شادی ہوئی اس وقت میرے والدین میرے بڑے بھائی مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے پاس لندن میں رہائش پذیر تھے۔ چنانچہ محترمہ ممانی صاحبہ نے مادر مہربان کی طرح زیورات بنوانے اور دوسری اشیاء کی تیاری و خریداری میں میری راہنمائی اور مدد فرمائی حتیٰ کہ بارات بھی ان کی کوٹھی واقعہ کوئین روڈ لاہور سے روانہ ہوئی۔

1955ء میں اپنے خاوند حضرت حکیم فضل الرحمان صاحب کی وفات کے بعد آپ اپنے بیٹوں کے پاس رہتی رہیں۔ اپنی وفات سے قریباً 3 سال قبل انہیں اپنے بیٹے برادرم عبدالوہاب خان کی اچانک وفات کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ جس کا ان کی طبیعت پر ایک گہرا اثر ہوا۔ جس کی وجہ سے ان کی صحت گرنا شروع ہو گئی بالآخر الٰہی تقدیر پوری ہوئی اور وہ 5- اکتوبر 1996ء کو اپنے مولا حقیقی سے جاملیں۔

وہ بہت حوصلہ مند باوقار اور پیار کرنے والی ہستی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔

○○○

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں
جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو اسلئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی معقول قلعہ اور حصار نہیں لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا کیا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاوے گا بالکل نہیں بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پیئے اور کھانا نہ کھالے تسلی نہ ہو گی اسی طرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو تو ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں ناقص اعمال خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو پھر میں برکت دوں گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

اسلامی ریاستوں کا اقتصادی تعاون

گذشتہ دنوں آٹھ بڑی بڑی اسلامی ریاستوں نے استنبول (ترکی) میں ایک کانفرنس منعقد کی کانفرنس منعقد کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی ریاستوں میں اقتصادی رشتوں کو مضبوط کیا جائے اس موقع پر ترکی کے وزیراعظم نے کہا کہ ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ تاکہ ہم اپنے اقتصادی رشتوں کو مضبوط کریں جیسا کہ لوگ جانتے ہیں کہ ان ریاستوں میں تعاون کی کوئی منظم صورت نہیں ہے یورپ میں سات ملکوں کا ایک گروپ اس قسم کے تعاون کا ذمہ دار ہے اس گروپ کو جی سیون کہا جاتا ہے گزشتہ سال ترکی کے وزیراعظم نے یہ تجویز پیش کی کہ مسلمان ممالک کے اسی قسم کے تعاون کو ڈی آٹھ کہا جائے۔ اس کانفرنس میں جن ممالک نے حصہ لیا ان کے نام یہ ہیں بنگلہ دیش۔ مصر انڈونیشیا۔ ایران۔ ملیشیا۔ نائیجیریا۔ پاکستان اور ترکی۔ بتایا گیا ہے کہ آئندہ 10۔ مارچ کو ایسی ہی ایک کانفرنس کی جائے گی اور اس موقع پر تفاصیل طے کی جائیں گی۔ اس وقت شکایت یہ ہے کہ امیر ملک زیادہ امیر ہو رہے ہیں اور غریب ملکوں کی غربت بڑھ رہی ہے اور یہ کیفیت دنیا کے امن و امان کو بری طرح متاثر کر رہی ہے ترکی کے وزیراعظم نے کہا کہ ہم دنیا میں قیام امن کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں ہمارا مقصد جنگ نہیں بلکہ ایک دوسرے سے گفت و شنید کرنا۔ ہم ایک دوسرے کے لئے تشویش کا باعث نہیں بننا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد استحصال نہیں ہے بلکہ عدالت کے راستے پر چلنا ہے۔ ہم دورنگی اختیار نہیں کرنا چاہتے ترکی کے وزیراعظم نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ دنیا بھر میں ایک آواز ثابت ہوں۔ ترکی کے وزیر خارجہ نے کہا کہ یہ ڈی آٹھ گروہ مذہب کی بنیاد پر قائم نہیں ہوگا اگرچہ فی الحال اس میں حصہ لینے والے سب مسلمان ممالک ہیں یہ تنظیم آہستہ آہستہ وسعت اختیار کرے گی اور بہت سے دیگر ممالک بھی اس میں شامل ہوں گے موجودہ حصہ لینے والے ممالک کی کل آبادی اسی کروڑ کے برابر ہے امید کی جاتی ہے کہ اس تنظیم سے تمام اسلامی ممالک فائدہ اٹھائیں گے۔

○○○

امریکہ کی جاسوسی

امریکہ نے الزام لگایا ہے کہ بھارت انٹرنیٹ کے ذریعے امریکہ کی اقتصادی اور دفاعی جاسوسی میں مصروف ہے۔ امریکہ کو اس بات کا پتہ چلا ہے کہ بعض ممالک انٹرنیٹ کے ذریعے دوسرے ممالک کی جاسوسی کرتے ہیں۔ امریکہ کی ایک رپورٹ جو ہر تین ماہ کے بعد جاری کی جاتی ہے۔ اس میں اس بات کو کھل کر بیان کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کی تازہ ترین مثال یہ ہے کہ امریکہ کے اقتصادیات سے تعلق رکھنے والے اعداد و شمار اور فوج کے ساتھ تعلق رکھنے والے امور اسی طرح ہوائی اڈوں اور سپیس میزائیل وغیرہ کی جاسوسی کی جا رہی ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ امریکہ کے مفاد کے خلاف ہے۔ اور ایسا کئی ممالک کے ساتھ ہو رہا ہے۔ امریکہ کے دفاعی ٹھیکوں پر بھی جو خفیہ کاموں کے لئے دیئے جاتے ہیں انٹرنیٹ کے ذریعے جاسوسی کا جال پھیلایا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں خاص طور پر بھارت اور چین کا نام لیا جاتا ہے یعنی یہ دو ممالک جاسوسی کرتے ہوئے کئی دیگر ممالک کے ساتھ اس سلسلے میں رابطہ پیدا کر لیتے ہیں۔ انٹرنیٹ کے متعلق کہا گیا ہے کہ اقتصادی جاسوسی کے لئے یہ سہل ترین اور سرعت سے کام میں لایا جانے والا طریقہ ہے۔ جو ممالک اس طرح جاسوسی کرتے ہیں وہ امریکی کارکنوں کے ذریعے دفاعی امور تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسا کرتے ہوئے ان ممالک کو ذاتی طور پر کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

○○○

برطانیہ کے وزیراعظم کا دورہ

بتایا گیا ہے کہ برطانیہ کے وزیراعظم جان میجر بھارت پاکستان اور بنگلہ دیش کا دورہ کرنے والے ہیں۔ اس دورے کا اصل مقصد یہ ہے کہ دو طرفہ تجارت کو فروغ دیا جائے۔ جان میجر کے ساتھ ان کے مشیر بھی ہوں گے جو تجارت کے اعداد و شمار کے سلسلے میں انہیں مشورہ دیں گے۔ یہ دورہ 8 سے 14 تاریخ تک جاری رہے گا۔ اس کا تعلق بھارت اور پاکستان کی پچاسویں سالگرہ سے بھی ہے۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ تجارت کے علاوہ بعض دیگر موضوعات پر بھی گفت و شنید ہو۔ اگر ایسا ہوا تو سب سے اہم موضوع تارکین وطن کے متعلق سلوک ہوگا۔ کچھ عرصہ سے یہ خبریں گردش کرتی رہی ہیں کہ برطانیہ تارکین وطن کو پناہ دینے کے سلسلے میں اپنے قوانین کو سخت سے سخت تر بنا رہا ہے اس بات پر برطانیہ کے بعض حلقے بھی احتجاج کر رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جن علاقوں میں سیاسی دباؤ کے ماتحت لوگوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے ان کی مدد کرنا اخلاقی فرض ہے اور اگر انہیں برطانیہ آنے سے روکا جائے یا پہلے ہی برطانیہ میں بسنے والوں کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کی جائے تو برطانیہ آزاد خیال ملکوں میں بدنام ہو جائے گا۔

○○○

احتساب اور انتخاب

پیرپگاڑا جو فنکشنل مسلم لیگ کے صدر ہیں نے کہا ہے کہ انتخابات شائد نہ ہوسکیں اور اس بات کا امکان ہے کہ مارشل لاء آ جائے گا۔ گزشتہ مارشل لاؤں کی حکمرانیاں اللہ کے فضل سے ماشاءاللہ تھیں اور اب بھی ایک صحیح قسم کا مارشل لاء آسکتا ہے انہوں نے یہ باتیں اس وقت کہیں جب اخبار نویس ان سے سوال پوچھ رہے تھے اور یہ سوال پارٹی کی مرکزی ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ کے بعد جمعہ کے روز کئے گئے۔

جب انہیں یہ یاد دلایا گیا کہ فوج بار بار کہہ رہی ہے کہ اسے سیاسی امور سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ مکمل طور پر نیوٹرل ہے تو پیرپگاڑا نے کہا کہ فوج ہمیشہ یہ محسوس کرتی ہے کہ جب بھی اسے ضرورت پیش آئے وہ ان معاملات میں دخل دے سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر بیرکس میں دوبارہ واپس جانے کے لئے یہ ایک ایسی کیفیت چھوڑ جاتی ہے کہ مستقبل میں واپس آنے کا امکان باقی نہیں پیرپگاڑا نے کہا کہ وہ انتخابات میں اس لئے حصہ نہیں لے رہے کہ ان کا خیال ہے کہ انتخابات منعقد نہیں کئے جائیں گے جو کچھ آج سے اٹھارہ سال پہلے ہوا تھا وہی اب بھی دہرایا جا رہا ہے اور یہ اٹھارہ سال پہلے کے مارشل لاء کی طرف اشارہ تھا۔

فنکشنل مسلم لیگ نے ایک قرارداد منظور کی ہے کہ اگر انتخابات بغیر برابری کے کرائے گئے اگر انتخابات اس طرح کرائے گئے کہ دھاندلی روکنے کے لئے کوئی انتظام نہ کیا گیا تو یہ محض ایک فریب ہوگا اور قوم سے ایک مذاق سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ جہاں تک دھاندلی کو روکنے کا سوال ہے اس قرارداد میں کہا گیا ہے کہ احتساب کا عمل مکمل ہونا چاہئے اور یہی ایک ایسی بات ہو جس سے کرپٹ لوگ آگے نہ آسکیں۔ نئے چہرے لانے کے لئے سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ کرپٹ لوگوں کا احتساب کیا جائے۔ اس قرارداد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ فنکشنل مسلم لیگ انتخابات کے عمل کی مخالفت نہیں کرتی۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ انتخابات کی زبردست حامی ہے۔ البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ جو اقدام تجویز کئے گئے ہیں ان پر پہلے عمل کروالیا جائے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ سارے ملک میں اس وقت احتساب اور انتخاب کا ایسا چکر ہے کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ احتساب مکمل ہوگا یا نہیں اور اگر احتساب مکمل نہ ہوا تو انتخابات کے کیا معنی ہوں گے۔ حکومت نے بار بار کہا ہے کہ احتساب جاری رکھا جا سکتا ہے بلکہ جاری رکھا جانا چاہئے۔ انتخاب کے بعد بھی بعض ایسے افراد کو جو کرپشن میں ملوث پائے جائیں گے اپنی سیٹ سے محروم کر دیا جائے گا۔

○○○

سرگودھا میں "شوق ہمسفر میرا" کی تقریب رونمائی

سرگودھا رائٹرز کلب اور سرگودھا اکیڈمی کے زیر اہتمام ایک مقامی ہوٹل میں پچھلے دنوں جناب داؤد طاہر کے سفرنامے "شوق ہم سفر میرا" کی تعارفی تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت معروف ادیب ڈاکٹر وزیر آغا نے کی جبکہ سرگودھا کی ممتاز سیاسی اور سماجی شخصیت ملک بشیر اعوان اور کمشنر سرگودھا ڈویژن مہمانان خصوصی تھے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں خواتین بھی موجود تھیں۔

تقریب میں رائٹرز کلب کے صدر، ممتاز عارف نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں اس کتاب اور صاحب کتاب کی پذیرائی کا موقع مل رہا ہے جبکہ سرگودھا اکیڈمی کے سیکرٹری ایم ڈی شاد نے اس سفرنامے کے خالق کو دلی مبارکباد پیش کی کہ ادب میں نووارد ہونے کے باوجود انہوں نے اس میدان میں ایک خاص مقام پیدا کر لیا ہے۔

مقررین میں صفدر رضا صفی، نائیلہ رفیع، پروفیسر ہارون الرشید، یوسف خالد، ڈاکٹر سلیم قزلباش پروفیسر سجاد نقوی اور پروفیسر غلام جیلانی اصغر شامل تھے، صفدر رضا صفی نے کہا کہ یہ سفرنامہ "اردو ادب میں ایک نمایاں اضافہ ہے" نائیلہ رفیع نے جو ایک مقامی کالج میں تدریس کے شعبے سے منسلک ہیں کہا کہ "اس سفرنامے میں سادگی، سلاست اور سچائی جس انداز میں نظر آتی ہے وہ شائد ہی کسی دوسرے سفرنامے میں ملے" انہوں نے مزید کہا کہ مصنف "اپنی روایات اپنے پس منظر، اپنے تشخص اور اپنی مٹی سے پیار کرتا ہے اور کسی مصلحت کو سامنے رکھے بغیر وہ اپنی مٹی اور اپنی روایات کے بارے میں دوسروں کی زہرافشانیوں کا بہت بے خوفی سے جواب دیتا ہے"

پروفیسر ہارون الرشید نے اپنی تقریر میں اس کتاب کے ظاہری حسن کے ساتھ ساتھ اس کے باطنی حسن کو بھی سراہا۔

یوسف خالد نے کہا کہ "یہ سفرنامہ ایک ایسے مسافر کی کہانی ہے جسے کھلی آنکھ سے دیکھے ہوئے مناظر کے لفظی پیکر تراشنے کا ہنر بھی آتا ہے اور بند آنکھوں سے ایک اجنبی تہذیب کے باطن میں اترنے کا گہرا شعور بھی حاصل ہے۔

ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش نے گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ "اپنی تمام تر معاشی خوشحالی، امارت پرستی اور دیگر حشر سامانیوں کے باوجود مغربی معاشرہ داؤد طاہر کے دل سے ارض وطن کی محبت کے جذبے کو کسی طور بھی کم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور میرے نزدیک یہ ایک بہت بڑی بات ہے"

پروفیسر سجاد نقوی نے کہا کہ اس کتاب میں "جہاں رومان پرور لمحات کی بازیافت کی چاشنی ہے وہاں سفرنامہ نگار نے امریکہ اور دیگر پانچ ملکوں کے قابل دید مقامات کی تفصیل بچوں کی سی حیرت کے ساتھ بڑے مزے لے لے کر بیان کی ہے اور پڑھنے والوں کو اپنی انگلی سے تھامے خراماں خراماں بڑھتے چلے گئے ہیں"

پروفیسر غلام جیلانی اصغر نے اپنی پر مزاح تقریر میں اس سفرنامے کو بڑا دلچسپ قرار دیا اور اس توقع کا اظہار کیا کہ یہ نقش اول نقش آخر ثابت نہیں ہوگا اور مصنف اپنی دلچسپ تحریروں سے قارئین کو نوازتے رہیں گے۔

کمشنر سرگودھا ڈویژن نے بڑے خوبصورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انداز میں اس کتاب کے بارے میں گفتگو کی۔ ان کا کہنا تھا کہ اس کتاب کے مطالعے سے مصنف کی جو شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے وہ بڑی دلپذیر ہے۔ ان کی رائے میں مصنف ایک پاکیزہ صفت لکھاری ہے جس نے بڑے ہلکے پھلکے انداز میں بعض اہم قومی مسائل کی طرف نشان دہی کی ہے۔

صاحب کتاب مکرم داؤد طاہر نے خطاب کرتے ہوئے منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس میدان میں نو وارد ہیں لہٰذا اپنی اس کاوش کی پذیرائی کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اپنے دوستوں کی محبت پر محمول کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کتاب کی ملتان میں ہونے والی تقریب رونمائی کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے یقین دلایا کہ خدا تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ وہ ادب کی خدمت کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔

مہمان خصوصی ملک بشیر اعوان نے اپنی تقریر میں کہا کہ کتاب کا ہر حرف اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس کا لکھنے والا ایک کہنہ مشق لکھاری ہے جس نے نہ صرف انتہائی دلچسپ انداز میں اپنے سفر کے حالات قلمبند کئے ہیں بلکہ بیرون ملک پاکستانیوں کے مسائل کا بڑا واضح نقشہ بھی کھینچا ہے۔ اور اس لحاظ سے ان لوگوں کے لئے جو صبح و شام بیرون ملک جا آباد ہونے کے خواب دیکھتے رہتے ہیں یہ کتاب لمحہ فکریہ مہیا کرتی ہے۔

آخر میں تقریب کے صدر ڈاکٹر وزیر آغا نے اس سفرنامے کی توصیف کی۔ انہوں نے کہا کہ "ایک سیاح کی طرح داؤد طاہر صاحب نے اپنی سیاحت کو محض جاننے اور پہچاننے تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اسے سدا بہار بچپن کی معصومیت اور حیرت سے بھی ہم رشتہ کیا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ سیاحت میں بچپن کے سہانے دن چھپے ہوتے ہیں۔ سیاح اصلاً اس معصوم بچے کی طرح ہے جو ننھی منی تتلیوں سے لے کر ننھے منے تاروں تک کو حیرت و استعجاب سے دیکھتا اور خوشی سے اچھل اچھل پڑتا ہے۔ پھر خوش ہو کر اپنے یہ کھلونے دوسروں کو بھی دکھانا چاہتا ہے۔ یہی داؤد طاہر صاحب نے بھی کیا ہے اور اسی لئے ان کے سفرنامے میں حیرت کے ساتھ ساتھ دوسروں کو حیران کرنے کا رویہ بھی موجود ہے"

اپنی تقریر کے آخر میں ڈاکٹر وزیر آغا نے کہا "داؤد طاہر صاحب کے اس سفرنامے کے تیور بتا رہے ہیں کہ ان کے اندر کا مارکو پولو بے حد مستعد اور حساس ہے لہٰذا توقع کرنی چاہئے کہ وہ آنے والے دنوں میں مزید اسی پائے کے سفر نامے لکھ کر اہل وطن کو یہ بتا سکیں گے کہ سفر جب کسی مقصد کے حصول کے لئے ہو تو یہ "ادب برائے زندگی" کے زمرے میں شامل ہوتا ہے مگر جب یہی سفر مقصود بالذات ہو جائے تو ادب برائے ادب سے مملو ہو کر سیاحت میں ڈھل جاتا ہے۔ داؤد طاہر صاحب اس بنیادی نکتے سے باخبر ہیں۔ جبھی تو انہوں نے اپنے سفر میں "شوق" کو اپنی ہمسفر بنایا ہے جو اصلاً شوق آوارگی ہے اور غالب کے اس مسلک سے ہم آہنگ ہے جس کا اس نے اپنے کلام میں جابجا ذکر کیا ہے۔

بقیہ صفحہ 3

اور بچوں کو والدین سے۔ اور جب بچے ایک سے زیادہ ہوں۔ تو بچوں میں یہ جذبہ بھی ہوتا ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک سمجھتا ہی نہیں یقین کرتا ہے۔ کہ مجھ سے زیادہ محبت ہے۔ اور بعض اوقات بچے اپنی بچپنے کی شان سے آپس میں اس محبت پدری و مادری پر مباحثہ بھی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو کہتا ہے۔ کہ مجھ سے زیادہ محبت ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اس مظاہرے کا ایک واقعہ سیرت میں لکھا ہے۔ میں اسے نہایت اہم سمجھتا ہوں۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شفقت پدری کا ایک بہترین نمونہ، حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

"ایک دفعہ ہم گھر کے بچے مل کر حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد کو چھیڑنے لگ گئے۔ کہ ابا کو تم سے محبت نہیں ہے۔ اور ہم سے ہے۔ میاں شریف بہت چڑتے تھے۔ حضرت صاحب نے ہمیں روکا بھی کہ زیادہ تنگ نہ کرو۔ مگر ہم بچے تھے لگے رہے۔ آخر میاں شریف رونے لگ گئے اور ان کی عادت تھی۔ کہ جب روتے تھے۔ تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اٹھے۔ اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دور ہو۔ مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا پرے پرے کھنچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے۔ اس لئے دور ہٹتا ہے۔ چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ اور وہ پرے پرے کھنچتے تھے۔ اور چونکہ ہمیں معلوم تھا۔ کہ اصل بات کیا ہے۔ اس لئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے تھے۔"

ایک دوسری روایت میں حضرت صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ "جب ہم بچے تھے۔ تو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں۔ ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو۔ اور آپ رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ تنگ نہ کرو۔"

بقیہ صفحہ 4

وی کے لئے سلام صاحب کے نوبل پرائز پر ایک ویڈیو تیار کر رہا ہوں مکمل ہو گی تو اللہ نے چاہا تو سلام صاحب کے ذکر خیر میں اضافہ کا موجب ہو گی۔

بقیہ صفحہ 1

وہی مال جو تم خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بچاتے ہو وہ تمہاری ہلاکت پر منتج ہو گا۔ اتنا بڑا کھلم کھلا اعلان ہے۔ اور پھر راہ میں خرچ کرنے کی تحریص کی خاطر یہ بیان فرمایا کہ محبت کی خاطر

اطلاعات و اعلانات

ولادت

○ مکرم رانا محمد شفیق صاحب کارکن دفتر وقف جدید ابن مکرم رانا محمد صدیق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 13- دسمبر 1996ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ کا نام انیقہ شفیق تجویز ہوا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب (وفات یافتہ) نوکریاں سیالکوٹ کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک و خادمہ دین بنائے۔

درخواست دعا

○ مکرم میاں عطاء اللہ صاحب احمدی دارالرحمت غربی ربوہ کچھ دنوں سے زیادہ بیمار ہیں۔ اب پیشاب کی بندش کی تکلیف ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں شفا عطا فرمائے۔

امداد برائے مستحق طلباء

○ شعبہ امداد طلباء مستحق طلباء کی امداد کے لئے صدر انجمن احمدیہ میں مشروط بامد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں۔

شعبہ امداد طلباء مخیر احباب کی اعانت کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلباء ہے۔ براہ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بد امداد طلباء بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(نگران امداد طلباء)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے تحریک جدید کے سال نو (سال نمبر 63) کے اعلان پر فرمایا

○ "آپ حیران رہ جائیں گے کہ جماعت کتنی ترقی کر چکی ہے"

"ساری جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے دو دو آنے دینے والوں کو خدا نے ایسی برکت دی ان کی اولادوں کی کایا پلٹ کے رکھ دی اگر وہ یاد رکھیں کہ کیوں آسمان سے فضل نازل ہوئے ہیں تو پھر ان کو سمجھ آئے گی کہ یہ وعدے ہیں جو پورے ہو رہے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد رکھتے ہوئے جملہ مخلصین جماعت تحریک جدید کے میدان میں اپنی قربانیاں مسابقت کی روح کے ساتھ اپنے محبوب امام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ (وکیل المال اول تحریک جدید)

خرچ کرنا چاہتے ہو تو پھر سجا کر پیش کیا کرو۔ ایسے طریق پر پیش کرو کہ تمہاری قربانی میں مزید حسن پیدا ہو جائے اور یاد رکھنا کہ اللہ محسنین سے محبت کرتا ہے۔

(از خطبہ یکم ستمبر 1995ء)

○○○

بقیہ صفحہ 1

ایک رننگ ٹرافی رکھی گئی تھی۔ جس کے طریق کار کے لئے علیحدہ ہدایات جاری کی گئی تھیں۔ نیز پہلی تین پوزیشن حاصل کرنے والے محلہ یا حلقہ جات کو بھی انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ صدر عمومی کی طرف سے نمایاں کوشش کرنے والے محلہ یا حلقہ کو خصوصی انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔

چنانچہ کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق درج ذیل محلہ و حلقہ جات اس اجتماعی وقار عمل میں انعام کے حقدار قرار پائے۔

○ 1 محلہ دارالیمن غربی اول

○ 2۔ محلہ دارالصدر غربی دوم

○ 3۔ محلہ دارالرحمت شرقی (ب) سوم

○ 4۔ حلقہ تحریک جدید کوارٹرز خصوصی انعام

انعام حاصل کرنے والے محلہ جات کے علاوہ چند دیگر محلہ جات و حلقہ جات کی کوشش کو بھی کمیٹی نے سراہا۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) دارالصدر شمالی (۲) دارالرحمت وسطی (۳) ناصر آباد غربی (۴) دارالیمن وسطی (۵) دارالیمن شرقی (۶) دارالفضل غربی۔

اللہ تعالیٰ اہل ربوہ کی جذبہ خدمت سے بھرپور کوشش کو قبول فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔

وقف عارضی

○ جو احباب دفتر وقف عارضی ربوہ میں وقف عارضی کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں ایڈیشنل ناظر صاحب اصلاح و ارشاد (وقف عارضی) ربوہ کی خدمت میں فوراً بھجوا دیں۔ ربوہ کی برکات سے استفادہ کرنے کا نادر موقعہ ہے۔

عطیہ خون

خدمت بھی

عبادت بھی

(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: 8- جنوری-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 6 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 20 درجے سنٹی گریڈ

○ نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ نیشنل سیکورٹی کونسل 58(2) بی اور مارشل لاء کا راستہ روکنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ فوجی سربراہوں کے مشورے ہمیں بحرانوں سے نکلنے میں مدد دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ صورت حال ایسی تھی کہ مارشل لاء لگ سکتا تھا۔ لیکن اب فوج نہیں آئے گی۔ سمبڑیال میں ڈرائی پورٹ کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے ملک معراج خالد نے کہا کہ عوام میں الیکشن کے حوالے سے جوش و خروش نہیں ہے۔ عوام کا خیال تھا کہ ثبوت کے بغیر ہر کسی کی ٹانگیں توڑ دی جاتیں۔ لیکن یہ سب کچھ آئین کے منافی ہے۔ جس کے متعلق جس وقت بھی ثبوت ملیں گے وہ نااہل ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بے نظیر بھٹو الزام لگانے اور جھوٹ بولنے میں پہلے نمبر پر ہیں۔

○ نگران وزیر اعظم نے کہا کہ نیشنل سیکورٹی کونسل بنا کر ملک کو بحرانوں سے نکال لیا گیا ہے۔ یہ کونسل آئین اور پارلیمنٹ سے انحراف کئے بغیر قومی مسائل کے لئے کام کرے گی۔ اب نہ تو کبھی اسمبلی ٹوٹے گی اور نہ مارشل لاء آئے گا ہم نے وہ کام کر دیا ہے جو مارشل لاء سمیت کوئی حکومت نہ کر سکی۔

○ نگران وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اگر سابق حکومت ختم نہ کی جاتی تو ملک کو دیوالیہ قرار دے دیا جاتا۔ انہوں نے کہا کہ الیکشن کے انعقاد پر شک کرنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ ہم ایسے انتظامات کر رہے ہیں کہ ہماری اقتصادی پالیسیاں آنے والی حکومت بھی جاری رکھے۔ اگر ہم قرضہ نہ لیں تو ملک دیوالیہ ہو جائے۔ نگران حکومت معیشت کو سنبھالا نہ دیتی تو پاکستان بھی روس کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ انہوں نے کہا کہ صنعت کاروں کو ایسی سہولتیں دی جائیں گی جیسی نیپال اور بنگلہ دیش نے دی ہیں۔

○ باخبر ذرائع نے کہا ہے کہ ملک میں ایمرجنسی نافذ ہو سکتی ہے۔ جس کے نتیجے میں انتخابات ملتوی ہو سکتے ہیں۔ نیا وزیر اعظم بھی آسکتا ہے۔ ایمرجنسی نافذ ہونے کی صورت میں قومی خزانے سے کھربوں روپے کی لوٹ مار کرنے والے اور اندرون و بیرون ملک اثاثے بنانے والے سیاستدانوں اور بیوروکریٹس کا بے رحمانہ احتساب ہوگا۔ جنوری کا تیسرا ہفتہ اس سلسلے میں بہت اہم ہے۔ متوقع ایمرجنسی کا اعلان نو تشکیل شدہ قومی سلامتی کونسل کے ذریعے کیا جائے گا اگرچہ صدر مملکت خود بھی ملک میں آئین کے مطابق ایمرجنسی کا اعلان کرنے کے مجاز ہیں۔

○ معزول وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے سینئر وکیل چوہدری اعتزاز احسن نے صدر مملکت کی طرف اسمبلی توڑے جانے کے اقدام کے خلاف دائر آئینی درخواست پر صدر کے تحریری جواب کا جواب الجواب سپریم کورٹ میں دائر کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ صدر نے اپنے تحریری جواب میں نازیبا اور غیر مناسب زبان استعمال کی ہے۔ اور محترمہ بے نظیر بھٹو کو "ڈارلنگ آف ویسٹ" کہا ہے۔ اپنے تحریری جواب میں صدر نے ٹرک کے بوجھ کی غیر متعلقہ دستاویزات شامل کی ہیں انہوں نے سپریم کورٹ سے استدعا کی ہے کہ ناشائستہ زبان والے حصے حذف کئے جائیں۔

○ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ قومی سلامتی و دفاع کی کونسل کے قیام کے بعد صدر مملکت مزید بااختیار ہو گئے ہیں۔ یہ لمبی سازش ہے۔ جنرل حمید گل نے کہا ہے کہ اگر کونسل کی حیثیت مشاورتی ہے تو یہ اچھی بات ہے۔ ریٹائرڈ جنرل کے ایم اظہر نے کہا کہ اس طرح ٹرائیکا میں توازن پیدا ہو گیا ہے۔

○ سینٹ میں قومی سلامتی کونسل کے قیام پر تحریک التواء بحث کے لئے منظور کر لی گئی ہے۔ چیئرمین سینٹ نے کہا ہے کہ اگر اگلی حکومت چاہے تو وہ کونسل کو ختم کر سکے گی۔

○ سابق وزیر اعظم اور پاکستان پیپلز پارٹی کی سربراہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سیکورٹی کونسل صدارتی نظام لانے کے لئے بنائی گئی ہے۔ جو کام ماضی میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ضیاء الحق نہ کر سکا وہ فاروق الحق نے کر دیا۔ لغاری اس کونسل کے ذریعے ایگزیکٹو اختیارات حاصل کرنا چاہتے ہیں جو ان کا پرانا خواب ہے۔ یہ آئین سے باہر کا اقدام ہے انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ اب ایمرجنسی لگائی جائے گی۔ فوج کو سول اختیارات دیئے جائیں گے۔ وزیر اعظم کی سربراہی میں دفاع اور سلامتی کے متعلق کابینہ کی سب کمیٹی بنانے کی گنجائش موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سپریم کورٹ میں اپنی پیٹیشن کے فیصلے کے بعد سوچیں گے کہ ہمیں الیکشن لڑنا ہے یا نہیں۔

○ پاکستانی باؤلروں نے آسٹریلیا کے سہ فریقی ورلڈ سیریز میں ناقابل یقین کامیابی حاصل کر لی جبکہ انہوں نے آسٹریلیا کو صرف 120 رنز پر آؤٹ کر دیا۔ اس سے قبل پاکستان کی ٹیم نو وکٹوں پر 149 رنز بنا سکی تھی۔ ساری آسٹریلین ٹیم 41 اوورز اور 3 گیندوں پر ڈھیر ہو گئی۔ اب سیریز میں پاکستان اور ویسٹ انڈیز کے پوائنٹس برابر ہیں۔

○ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے کہا ہے کہ نواز شریف ہر معاملے میں دھاندلی کے چیمپئن ہیں۔ وہ کرکٹ میں آؤٹ ہو جاتے تھے تو ایمپائر نو بال کہہ دیتا تھا۔ سیاست میں آئے تو چھانگا مانگا اور بریف کیس لے کر آئے۔ انہوں نے کہا کہ بے نظیر اور نواز شریف اندر سے بہن بھائی ہیں۔ انہوں نے صوبہ سرحد میں جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا فضل الرحمان اپنے دور میں ڈیرہ اسماعیل خان کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کی بجائے ڈیزل کے پرمٹ حاصل کرنے میں لگے رہے۔

○ عمران خان نے کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمان نے مذہب کو بھی اپنی ذات اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے استعمال کیا۔

○ سیتاوائٹ نے جو عمران خان کے ناجائز بچے کی ماں ہونے کی دعویدار ہے امریکہ کی ایک عدالت میں عمران خان کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ عمران خان کے خون کا ٹیسٹ کروایا جائے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون جھوٹ بول رہا ہے۔

○ الیکشن ٹربیونل نے فیصل صالح حیات' ڈاکٹر پرویز حسن' اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عارف خان نکئی کو الیکشن لڑنے کا اہل قرار دے دیا ہے۔

○ فیصل آباد میں ڈاکوؤں نے چار تولے سونا اور چار لاکھ روپے لوٹ لئے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ نگران حکومت میں شامل پیپلز پارٹی کے چند ایجنٹ الیکشن ملتوی کرانا چاہتے ہیں۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میری حکومت 14 سے 20 جنوری 97ء کے درمیان بحال ہو جائے گی۔ لیکن اس سے پہلے مجھے گرفتار کر لیا جائے گا۔

○ آزاد کشمیر میں سپیکر ممتاز راٹھور نے وزیر اعظم کے خلاف پہیہ جام ہڑتال کی کال دے دی ہے۔ مسلم کانفرنس اور لبریشن لیگ نے ہڑتال کی حمایت کر دی ہے لیکن ٹرانسپورٹروں نے ہڑتال کا فیصلہ منسوخ کر دیا ہے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے سربراہ نواز شریف نے کہا ہے کہ بابوں کے ذریعے ووٹ بٹورنے کا وقت گزر چکا ہے۔ ہم برسر اقتدار آکر صحت و تعلیم کے کارڈ جاری کریں گے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ سندھ میں بھی اکثریت حاصل کریں گے۔

○ سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نواز شریف سیاست کی الف بے بھی نہیں جانتے میرا مشورہ ہے کہ سیاست کو خیرباد کہہ کر اللہ اللہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ میرا مقابلہ غنویٰ سے نہیں میرا مقابلہ لغاری سے ہے۔ غنویٰ کو تو میں جانتی بھی نہیں نہ ہی وہ مجھے جانتی ہے۔

○ معزول شدہ قومی اسمبلی کے سپیکر یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ نیشنل سیکورٹی کونسل کا قیام پارلیمنٹ کو بائی پاس کرنے کی کوشش ہے۔ جلد بازی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے نئی اسمبلی کا انتظار کرنا چاہئے تھا۔ نگرانوں کے عزائم مشکوک ہیں لگتا ہے کہ کسی لمبے پروگرام پر کام کر رہے ہیں۔ نگرانوں نے اپنے مینڈیٹ سے تجاوز کیا ہے۔

○ پیپلز پارٹی نے اپنے منشور کا اعلان کر دیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آٹھویں ترمیم ختم کر دی جائے گی۔ صدر و وزیر اعظم اور اسمبلیوں کی میعاد 4 سال اور سینٹ کی میعاد 5 سال ہوگی۔ انسانی حقوق کو تحفظ دیا جائے گا۔ اپوزیشن کے مشورے پر خود مختار الیکشن کمشنر کا تقرر ہوگا۔ اسمبلیوں میں نشستوں کا مخصوص کوٹہ متناسب نمائندگی کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ کابینہ کے لئے قومی سلامتی کونسل کی منظوری دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔

○ آئی ایم ایف نے پاکستان کو مزید قرضے فراہم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ قومی اثاثے دوسرے ملکوں میں گروی رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ میری جان کو خطرہ ہے اس کے ذمہ دار صدر ہوں گے۔

پلاٹ برائے فروخت
پلاٹ نمبر 8/4 دارالنصر غربی ربوہ برقبہ 10 مرلے فروخت کرنا مقصود ہے۔ خواہشمند حضرات منیر احمد دفتر الفضل ربوہ سے رابطہ قائم کریں۔

احمد ڈینٹل کلینک
دانتوں کا معائنہ مفت
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
4-30 تا 8-30 شام
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

کوٹھی برائے فروخت
دو کمرے، باورچی خانہ، سٹور، بیٹھک، برآمدہ، گیراج ایک باتھ اٹیچڈ، ایک علیحدہ واٹر پمپ نلکا پانی بہترین، ٹیلیفون موجود ہے۔ ساہیوال روڈ 20 فٹ کی سڑک پر واقع ہے۔
برائے رابطہ: محمد حنیف آف خوشاب محلہ نصیر آباد حلقہ عزیز ربوہ فون: 213146

ہر قسم کے جدید اور روایتی زیورات تیار کروائیں
انوار گولڈ سمتھ
نزد الائیڈ بنک اکرم مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 213100